© rasailojaraid.com

والے، تیر انداز کے لیے تیر بنانے والے اور ہاتھ میں تھمانے والے جنت میں چلے جائیں گے۔ اگر جنت میں جانے کے لیے افغانستان اور فلسطین کے محاذ ہی درکار ہوتے تو سب انسان کیسے جنت میں جا سکتے تھے۔ جو محاذ اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کے سپرد کر رکھا ہے اسی پر جان لگا کر کام پورا کریں۔ یہی جنت کی راہ ہے۔ پتا نہیں محاذ جنگ پر کیا پیش آئے۔ اسی لیے ہمیں تو اس بات سے بھی منع کیا گیا ہے کہ یہ آرزو کریں کہ حضورؐ کے زمانے میں ہوتے۔ اس طرح کی سوچ اللہ کے فیصلے پر عدم رضا ہے۔ اُس زمانے میں تو ابولہب اور عبداللہ بن ابی بھی تھے، پتا نہیں ہم کہاں ہوتے۔

اطمینان بھی فی نفسہٖ مطلوب نہیں، ایمان اور عمل مطلوب ہیں۔ اپنے کسی عمل پر یہ اطمینان کہ اب ہم جنت میں چلے جائیں گے، بہت مہلک ہے۔ جو مطلوب حالت ہے وہ تو یَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا (اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے ہیں۔ السجدہ ۳۲:۱۶) کی حالت ہے۔

اللہ جس راہ سے آپ کو جنت میں پہنچانا چاہتا ہے، اس سے غیر مطمئن ہو کر کوئی دوسری راہ کیوں تلاش کرتی ہیں؟ ہر معاملہ اس پر چھوڑنے میں اطمینان ہے۔ اس نے آپ پر اتنے خصوصی انعامات کیے ہیں کہ ان کا شکر ادا کرنا آپ کے بس میں نہیں۔ اس نے آپ کو اپنے قرب کی خواہش عطا کی ہے، یہ ایک ایسی بے بہا نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔ اس نے آپ کو اپنے قرب کے راستے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے، یہ خود کچھ کم قیمت نہیں، مگر اس نے تو آپ کو اس راہ پر قدم بڑھانے کی توفیق بھی عنایت کی ہے۔ یہی نہیں، بلکہ جب آپ سے خطا ہو جائے تو اس پر تکلیف اور ندامت اور واپس پلٹنے کی دولت بھی دی ہے اور سب سے بڑھ کر، جس کے آگے سب نادار، محتاج اور فقیر ہیں، اس کے آگے اعمال کے لحاظ سے اپنی کم مایگی اور ناداری کا احساس بھی دیا ہے۔ ان سب باتوں کا آپ نے خود اقرار کیا ہے۔ آپ کو تو خوشی سے بھر جانا چاہیے، نہ یہ کہ بے چینی اور اضطراب، مایوسی اور کم حوصلگی کا شکار ہو جائیں۔ ایسی زندگی جس میں آپ بار بار اپنے محبوب کی طرف پلٹ کر آئیں بڑی لذیذ ہونا چاہیے، نہ یہ کہ آپ کے لیے یہ بار بن جائے۔ جو شکر کریں وہی مزید پاتے ہیں۔ یہ سب پا کر آپ زندگی سے فرار کا کیوں سوچیں۔ جب ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو طریق نبوت عطا کر دیا ہے، تو طریق تصوف اور رہبانیت پر کیوں جائیں۔

اُمید ہے کہ میری یہ چند باتیں آپ کے لیے کچھ مفید ثابت ہوں گی۔ (خرم مراد، ۱۹۹۲ء)

گھر یا بیوی کی نوکری کی ترجیح

س : شادی سے قبل میری بیوی ہسپتال میں نرس تھی۔ نکاح کے وقت یہ بات طے پائی تھی کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شادی کے بعد نوکری کروانا یا نہ کروانا میری مرضی ہوگی۔ شادی کے بعد میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ میرا ڈپلومہ مکمل ہونے میں سات ماہ لگیں گے۔ آپ مجھے نوکری کرنے دیں پھر میں چھوڑ دوں گی۔ اسی دوران میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔ کچھ عرصے کے بعد میری بیوی نے پھر نوکری کرنے کے لیے کہا تو میں نے سمجھایا کہ بوڑھے والد' چھوٹے بہن بھائیوں کو توجہ کی ضرورت ہے' اس لیے نوکری کرنا مناسب نہیں۔ اس پر وہ ناراض ہوکر لاہور اپنے میکے چلی گئی اور ایک ہسپتال میں جاکر نوکری شروع کردی۔

کچھ عرصے بعد میں نے سسرال والوں سے رابطہ کیا اور مسئلے کے حل کی کوشش کی لیکن انھوں نے کوئی تعاون نہ کیا۔ میں نے اپنی بیوی سے بات کی مگر وہ بضد تھی کہ اسے نوکری کرنی ہے' چاہے میں اسے طلاق دے دوں۔

میرا ایک بیٹا بھی ہے۔ بوڑھے والد اور چھوٹے بہن بھائیوں کی بھی مجھ پر ذمہ داری ہے اور ان کے بھی حقوق ہیں۔ بیوی کو چھوڑتا ہوں تو بچے کا مستقبل اور گھر کے تباہ ہونے کا خیال آتا ہے لاہور جانا بھی محال ہے۔ میں اپنی بیوی کی تمام ضروریات بھی پوری کرتا رہا ہوں لیکن وہ نوکری چھوڑنے کے لیے کسی طرح بھی تیار نہیں۔ اس الجھن کا قرآن و سنت کی روشنی میں کوئی حل بتائیے تاکہ مسئلہ حل ہو سکے۔

ج: آپ کے خط سے اس توثیق میں مزید اضافہ ہوا کہ ہم ایک ایسے معاشرتی بحران کا شکار ہو چکے ہیں جس کا ہمیں اب بھی پوری طرح احساس نہیں ہے۔ گھر اور خاندان اسلام کا وہ امتیازی ادارہ ہے جو ایمان' عفت و عصمت' اخلاق اور معاملات کی پہلی درس گاہ اور تجربہ گاہ ہے۔ اسی بنا پر شیطان کی ذریت جب اسے بتاتی ہے کہ انھوں نے کسی گھر میں تفرقہ ڈلوا دیا تو وہ اس کام کو تمام خرابیوں سے زیادہ اہم سمجھتے ہوئے اپنی ذریت کو شاباش دیتا ہے۔

آپ نے جو حالات لکھے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح سے قبل آپ نے اپنی اہلیہ کے گھر والوں سے ان کی ملازمت کے سلسلے میں واضح طور پر بات کر لی تھی اور ان کو اس کا پاس کرنا چاہیے۔ خود آپ کی اہلیہ کا بھی فرض ہے کہ وہ پروفیشن کو خاندان پر اہمیت نہ دیں۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے افراد نے یہ سمجھ لیا ہے کہ گھر میں اچھا ماحول کا پیدا کرنا' اور اولاد کی صحیح تربیت کرنا ایک کم تر جہاد ہے' جب کہ کسی ہسپتال یا دفتر میں کام کرنا جہاد اکبر ہے۔ اس کی کوئی بنیاد دین میں نہیں ہے۔ اگر ایک خاتون' اپنی بنیادی ذمہ داری' یعنی تربیت و تعلیم اولاد کے ساتھ اتنا وقت نکال سکتی ہے کہ وہ کوئی رفاہی یا فنی کام کر سکے تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دین میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن بنیادی ذمہ داری کو نظرانداز کر کے محض حقوقِ نسواں کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر اپنے گھر کو تباہ کر دینا انسانی حقوق کی پامالی ہے۔ آپ کے سسرال والے اگر آپ سے تعاون پر آمادہ نہیں ہیں تو آپ خود اپنی اہلیہ کو محبت و نرمی سے سمجھائیں کہ جو کچھ وہ کر رہی ہیں، اس میں خاندان کی بربادی کے لیے کتنا خطرہ ہے۔

آپ کے بوڑھے والد اور چھوٹے بھائی بہنوں کا آپ پر اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کی اہلیہ اور بچے کا۔ اس لیے دونوں میں توازن ضروری ہوگا۔ اگر گھر والوں کو چھوڑ کر لاہور جانے سے حالات بہتر ہونے کی زیادہ اُمید ہو تو آپ والد صاحب اور بھائی بہنوں کو اعتماد میں لے کر اور ان کی دیکھ بھال کا بندوبست کر کے، یا ان کے ہمراہ لاہور جانے پر بھی غور کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کی اہلیہ کام کرنے پر بہت زیادہ مصر ہوں تو وہ آپ کے شہر میں کسی اچھے ہسپتال میں بھی کام کر سکتی ہیں تاکہ بچے اور آپ کے قریب ہوں۔

دراصل یہ سارے معاملات باہمی افہام و تفہیم اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی خوشی کو سامنے رکھتے ہوئے باہمی تبادلۂ خیال سے طے کرنے کے ہیں، اس میں کوئی ایسا فقہی نسخہ میرے علم میں نہیں کہ اسے استعمال کرتے ہی تمام معاملات حل ہو جائیں۔ قرآن و سنت یہی بتاتے ہیں کہ اختلاف کی شکل میں خود عدل کے ساتھ معاملات پر غور کیا جائے، گھر کے بزرگ افراد کو حکم بنا کر مسئلے کا حل نکالا جائے، اور آخرکار قانونی امداد سے کوئی صورت نکالی جائے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

ایجنٹ حضرات سے گزارش

- ☆ توسیع اشاعت مہم میں اپنا کردار ادا کیجیے۔
- ☆ فروخت میں اضافے کی شعوری کوشش کیجیے۔
- ☆ سیلزمین کے ذہن سے کام لے کر تدابیر اختیار کیجیے۔
- ☆ زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچائیے۔
- ☆ زیادہ سے زیادہ بک اسٹالوں پر مناسب ڈسپلے کے ساتھ رکھوائیے۔
- ☆ رسالہ کو پہنچانا گاہک کی نہیں، اپنی غرض سمجھیے
- ☆ مستعد سروس دیجیے۔
- ☆ وصولی کیجیے اور بروقت ادائیگی کیجیے۔

ہر دفعہ آرڈر میں اضافہ ہو، یہی کارکردگی ہے!

—— ترجمان القرآن ——

© rasailojaraid.com